نصاب سازی میں بچوں کے انفرادی اختلافات سے متعلقہ مسائل اور اسلام کی روشنی میں ان کا حل

Curriculum Development: Issues Related to Individual Differences Among Children and Their Solutions in the Light of Islam

خدیجہ اکبر (پی ایچ ڈی سکالر، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور)
ڈاکٹر حافظ انس نظر (اسسٹنٹ پروفیسر، دی یونیورسٹی آف لاہور، لاہور)

Abstract

The research work will serve as a guide to the curriculum development committee in understanding the problems related to the individual differences among children and also projecting their solutions in the light of the teachings of Islam. Individual differences mean that; each and every child is differs from the other in natural endowments, one being suited for one occupation and the other for another. Therefore the individual differences effect the curriculum development as well as the teaching methods of the students. As the curriculum plays the pivotal role in the process of education system, it is importance to awake the curriculum development committee's awareness about individual differences as well as different teaching strategies inside the classroom for an effective learning. It is also important to be informed about the occurrence of individual differences problems, ways to identify and analyze these problems and the most importantly to enable it to develop the curriculum in the light of the teachings of Islam. The objectives of the current research work are: to identify the problems related to individual differences, to make those problems understandable and to propose their solutions in the light of the teachings of Islam. This research describes the introduction, importance and different definitions of individual differences and curriculum for different situations and their effects on the learning of the students along with the evidences from the life of the Holy Prophet (ﷺ). And also presents the suggestion and recommendations related to these problems. At the End of the article it is given the summary of the research work.

Key Words: *Individual differences, Curriculum Development, Teachings of Islam*

انفرادی اختلافات: ماہرین تعلیم کی نظر میں

انفرادی اختلافات جدید تعلیمی نفسیات کی ایک اہم اصطلاح ہے، مختلف ماہرین تعلیم نے اس کی مختلف انداز سے تعریف کی ہے لیکن ان سب کا مفہوم ایک ہے ماہر نفسیات فرانسیس گالٹ کا کہنا ہے کہ انفرادی اختلافات اصل میں افراد میں پائی جانے والی وہ صلاحیتیں ہیں جو ہر فرد میں مختلف ہوتی ہیں، جیسے کام کرنے، سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں [1]، ابن خلدونؒ نے بھی انفرادی اختلافات کو بیان کیا ہے کہ افراد کے معاشی حالات انسانوں کی دیہاتی وشہری وجنگلی زندگی، جنگ، حسب ونسب، خاندان، حکومتی وغیر حکومتی عہدے، عیاشی وکھیل کود، مذہبی تحریکیں، آبادی کا تناسب؛ یہ سب چیزیں انسان کے مزاج، اخلاقیات اور عبادات پر اثرانداز ہوتی ہیں جس سے افراد کے درمیان اخلاقی اختلافات پیدا ہوتے ہیں، تنگ حال افراد اپنے مزاج اور اخلاق میں معاشی طور پر خوشحال افراد سے بہتر ہوتے ہیں اور ان سے زیادہ عبادت گزار بھی ہوتے ہیں، ان حالات کی بدولت انسانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں [2]، ماہرینِ تعلیم افلاطون (Plato) انفرادی اختلافات سے متعلق لکھتے ہیں کہ ایک جیسے پیدا ہونے والے دو افراد کبھی بھی اپنی قدرتی صلاحیتوں میں ایک جیسے نہیں ہوتے، ایک فرد ایک پیشہ کے لیے موزوں ہے تو دوسرا فرد کسی اور پیشہ کے لیے موزوں ہوگا، افراد کی ان صلاحیتوں کو انفرادی اختلافات کہا جاتا ہے [3]، اسی طرح اینا حارث کا کہنا ہے کہ انفرادی اختلافات سے مراد وہ انسانی صفات ہیں جو ایک وقت میں ایک ہی فرد اپنی ذات میں انفرادی طور پر رکھتا ہے مثلاً بالوں کے رنگ میں فرق انفرادی اختلاف ہے اگرچہ کچھ افراد کے بالوں کے رنگ تقریباً ایک جیسے لگتے ہیں لیکن اصل میں وہ افراد بالکل ایک جیسے نہیں ہوتے۔[4]

انفرادی اختلافات کی اقسام

اللہ تعالیٰ نے افراد کے درمیان مختلف قسم کے اختلافات کسی نہ کسی حکمت کے تحت رکھے ہیں، جسامت اور ذہانت کے لحاظ سے بھی بچے ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں، ہر بچے میں موجود صلاحیتیں بھی دوسرے بچوں سے مختلف ہوتی ہیں، کچھ بچے سائنس کو سمجھنے کی صلاحیتیں رکھتے اور کچھ بچے آرٹ اینڈ ڈرائنگ میں ماہر ہوتے ہیں اسی طرح انسانی جنس جذبات، بالیدگی اور نشوونما کے حوالے سے اختلافات رکھتی ہے [5]، ہر بچے کی عمر، قسمت [6]، سابقہ واقفیت، ماحول، خود اعتمادی، مادری زبان [7]، تعلم اور معاشی [8] لحاظ سے بھی اختلافات پائے جاتے ہیں، مسلم ماہر تعلیم امام غزالیؒ کا کہنا ہے کہ مذہب کی بنیاد پر بھی افراد کے درمیان اختلافات پائے جاتے ہیں [9]، رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق امّتِ مسلمہ میں تہتر (۷۳) فرقے پروان پاچکے ہیں [10]۔

انفرادی اختلافات کی اہم وجوہات

افراد کے درمیان فطری طور پر اختلافات پائے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا قدرتی نظام ہے کہ اس دنیا کا نظام احسن طریقے سے چلانے کے لیے ہر فرد کی ضروریات اور اس کی صلاحیتوں کے مطابق ذمہ داریاں نبھانے کی اسے طاقت ودیعت کی ہے اور انسان کی رہنمائی کا انتظام بھی کیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ﴾[11]

ترجمہ: ہر فرد اپنی جبلت (صلاحیت وفطرت) کے مطابق کام کرتا ہے۔

اس لیے تو کوئی ڈاکٹر، کوئی انجنیئر، کوئی عالم، کوئی استاد، کوئی مستری، کوئی مزدور اور کوئی کسان ہے لیکن اگر سب ہی ڈاکٹر اور انجینیئر بن جاتے تو پھر لوگوں کے کھانے کے لئے اناج اور سبزیاں کون اگاتا، رہنے کے لیے گھر کون بناتا، پہننے کے لئے کپڑے کون بنتا اور سفر کرنے کے لیے گاڑیاں کون بناتا۔ اللہ تعالی نے منصوبہ بندی کے تحت معاشرتی بگاڑ سے انسانیت کو محفوظ رکھا۔

بچے کا وراثتی مادہ بھی اس کی طبیعت پر اثرانداز ہوتا ہے، طبّی طور پر بھی عادات واخلاق کے جینز بچہ کو اپنے والدین سے وراثت میں ملتے ہیں، اگر والدین نیک ہوں گے تو ان کی نیکی بچوں پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہے، اللہ تعالی قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿كَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا﴾ [۱۲]

ترجمہ: باپ کی صالحیت بچے پر اثرانداز ہوتی ہے۔

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ باپ کی نیکی اولاد کے کام آجاتی ہے، باپ اگر نیک اور صالح ہو تو اولاد بھی نیک اور صالح ہوتی ہے [13]، اسی طرح ایک ہی والدین کے بچے ایک ہی ورثہ رکھنے کے باوجود ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔

والدین کی طباع میں فرق بچوں کے درمیان مختلف قسم کے اختلافات کی ایک اور اہم وجہ ہے، زیادہ تر والدین کا اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت سے غفلت برتنا بھی بچوں کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْيُنَصِّرَانِهِ، أَوْيُمَجِّسَانِهِ)) [۱۴]

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا اس کے ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی بنادیتے ہیں۔ ۱۰۲ء cm

First line: 0.76 cm

علامہ بدرالدین عینیؒ اس حدیث کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"فمن تغير كان بسبب أبويه إمابتعليمهماإياه أوترغيبهمافيه" [۱۵]

ترجمہ: اللہ تعالی نے ہر بچہ کو معصوم اور گناہوں سے پاک پیدا کیا ہے لیکن ان کے والدین کی ترغیب وتعلیم کی وجہ سے بچوں میں تبدیلی آتی ہے۔

والدین اپنے بچوں کی تعلیم وتربیت میں غفلت برتنا شروع کردیں تو بچوں کے رویے بے لگام ہو جاتے ہیں لیکن والدین کی سخت محنت اور مسلسل جدوجہد سے بچوں کے کردار کی تعمیر ہو جاتی ہیں [16]۔

موروثی بیماریاں جیسے کلر بلائینڈنیس، گلے کے غدود وغیرہ، بیماری یا کوئی حادثہ، جاگیردارانہ نظام اور مختلف قسم کے ماحول میں رہنے اور تربیت پانے کی بناپر انفرادی اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں، میڈیا بھی بچوں کی ذہن سازی کا کام کرتا ہے۔

انفرادی اختلافات کی جانچ ایک انتہائی مشکل مرحلہ ہے لیکن نصاب سازی کے لیے اس کی جانچ رکھنا ناگزیر ہے، ماہرین تعلیم اور ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ بچوں کے رویوں کو دیکھ کر، ان کے ساتھ کھیل کود اور کئی طرح کی انفرادی واجتماعی سرگرمیوں کے دوران، ان سے کئی طرح کے سوالنامے پُر کروانے [17] اور سوال پوچھنے [18] سے ان میں پائے جانے والے انفرادی اختلافات کی جانچ کی جاسکتی ہے۔

نصاب سازی میں انفرادی اختلافات کے مسائل کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں حل

قرآن پاک کی بہت سی آیات اور نبی کریم ﷺ کی بہت سی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دین اسلام نے افراد کی اجتماعی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ انفرادی تعلیم و تربیت کا اہتمام بھی کیا[19]، اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہدایت و رہنمائی کے مقصد کے پیشِ نظر قرآن پاک اور دوسری الہامی کتب نازل کیں اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر کو مبعوث فرمایا، قرآن پاک کے مطالعہ سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں بھی نصاب تعلیم کے ذریعہ ہی افراد کی تعلیم و تربیت کا انداز اپنایا ہے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس عمر میں بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے جو نصاب تعلیم ہمیں تشکیل دینے چاہیے عام طور پر قرآن و سنت میں وضاحت کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اور ان کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ ان سب کو ہم مختصراً بھی یہاں بیان نہیں کر سکتے لیکن چند ایک کو دلائل کے طور پر بیان کرنا ضروری ہے جیسے:

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ ءَايَـٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَـٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ﴾[20]

ترجمہ: "اے پروردگار، ان (لوگوں) میں انہیں میں سے ایک پیغمبر مبعوث کیجیو جو ان کو تیری آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کرے اور کتاب اور دانائی سکھایا کرے اور ان (کے دلوں) کو پاک صاف کیا کرے۔"

اس آیت میں جو نصاب تعلیم بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے "ان میں انہی میں سے (وہ آخری اور برگزیدہ) رسول ﷺ مبعوث فرمانا جو ان پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں تلاوت فرمائے گا" اور ایک "يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"، یعنی "کتاب و حکمت کی تعلیم دینا"، اس نصاب تعلیم کا مقصد "يُزَكِّيهِم"، یعنی "(نفوس و قلوب) کو خوب پاک صاف کرنا"

ایک اور مثال پیش کی جا رہی ہے جیسے:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِى خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾[21]

ترجمہ: "لوگو! اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچو۔"

اس آیت میں نصاب تعلیم "اللہ تعالیٰ کی عبادت" ہے اور "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ"، یعنی "پرہیزگار بننا" اس نصاب تعلیم کا مقصد ہے، یعنی انسان کو تقویٰ و پرہیزگاری تبھی حاصل ہوتی ہے جب وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے۔

بحیثیتِ معلم آپ ﷺ نے افراد کی اجتماعی تعلیم و تربیت کے ساتھ ساتھ انفرادی تعلیم و تربیت کا اہتمام بھی کیا[22]، تعلیم و تربیت کے لیے آپ ﷺ کے پاس عام طور پر سات بڑے گروپ تھے اور آپ ﷺ نے ان کی تعلیم و تربیت کا بہترین انتظام فرمایا۔ ان میں سے ایک منافقین کا گروپ تھا جن کے قصوروں کو نظر انداز اور درگزر کرتے ہوئے کبھی ان کی مخالفت اعلانیہ طور پر نہیں کی[23]، دوسرا گروپ کفار مکہ کا تھا جن میں حد سے زیادہ بد اخلاقیاں پھیلی ہوئی تھیں تھے[24]، ان کا علاج کرنا اور انھیں سیدھے راستے پر لانا بھی ضروری تھا، تیسرا گروپ یہودیوں کا تھا جو وہاں نہایت مالدار ہونے کے ساتھ اقتدار و اثر رکھتے تھے، چوتھا گروپ اسلام قبول کرنے والے افراد تھے جو پوری طرح دین اسلام سے واقف نہیں تھے ان کی تعلیم و تربیت بھی ایک مشکل اور اہم مرحلہ تھا، پانچویں گروپ میں خطہ عرب کی باہر کی دنیا کی جملہ متمدنہ اقوام

اور جملہ مشہور مذاہب تھے جن کی تعلیم و تبلیغ کے لئے بھی آپ ﷺ نے مناسب وسائل و طریقہ کار اپنائے، آپ ﷺ ایسے افراد کی میلوں اور منڈیوں میں بھی تعلیم و تربیت فرماتے [25]، چھٹا گروپ آپ ﷺ کے اپنے عزیز و اقارب کا تھا جن کی تعلیم و تربیت بھی کسی آزمائش سے کم نہ تھی، ساتواں گروپ بچوں کا تھا، آپ ﷺ مسلمانوں کے بچوں کے ساتھ ساتھ کافروں کے بچوں کو بھی پیار سے بلاتے [26]، انھیں اسلام کی دعوت دیتے [27]، یوں آپ ﷺ کی مجلس میں تعلیم حاصل کرنے والے افراد مختلف طبقات، نسلوں اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے تھے، آپ ﷺ اپنی تعلیم و تربیت میں ان تمام انفرادی اختلافات کا بھی خاص خیال رکھتے [28]، سب کے ذہن اور استطاعت کے مطابق ان کی تعلیم و تربیت فرماتے [29]۔

نصاب سازی میں بچوں کے انفرادی اختلافات کے حوالے سے جو مسائل درپیش آتے ہیں، ان کی رہنمائی کے لئے قرآن و سنت کی تعلیمات کی روشنی میں ان مسائل کے حل بیان کئے جا رہے ہیں، نصاب ساز کے لئے لازم ہے کہ وہ ان اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے نصاب سازی کرے۔

جسمانی و ذہنی استطاعت کا اصول

نصاب تعلیم ایسا ہونا چاہیے جس میں ہر طرح کی ذہنی استطاعت والے بچوں کے لئے سمجھنا آسان ہو کیونکہ بچوں کے جسمانی و ذہنی استطاعت کو مدنظر نہ رکھا جائے تو وہ تعلیم کو خیر آباد کہہ دیتے ہیں، اس مقصد کے لئے الگ الگ طرح کا نصاب تعلیم بھی مرتب کیا جا سکتا ہے، آپ ﷺ افراد کی جسمانی و ذہنی استطاعت کے مطابق ان کو تعلیم دیتے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((انزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلهم)) [۳۰]

ترجمہ: لوگوں کے ساتھ ان کے مراتب (انفرادی اختلافات) کے مطابق رویہ رکھا کرو۔

ماہرین نفسیات ذہانت کے اعتبار سے افراد کو تین اقسام میں تقسیم کرتے ہیں: کند ذہن، متوسط ذہن اور ذہین کند ذہن بچے بار بار سبق یاد کرنے کے باوجود بھی سبق یاد نہیں پاتے ایسے بچوں کے مسائل حل کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ نے کئی ایک طریقے استعمال کیے جیسے سبق کو ٹھہر ٹھہر کر اور کبھی دو یا تین مرتبہ دوہرانا جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے:

((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ إِذَا حَدَّثَ حَدِيثًا أَعَادَهُ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ)).[۳۱]

ترجمہ: بے شک نبی کریم ﷺ جب بھی کوئی بات فرماتے تو تین مرتبہ فرماتے۔

آپ ﷺ اعلیٰ ذہانت اور جسمانی طاقت کے مالک صحابہ کرامؓ کی صلاحیتوں اور اہلیتوں سے مثبت انداز میں اس طرح فائدہ اُٹھاتے کہ وہ آپ ﷺ کے تعلیمی و تربیتی مشن میں آپ ﷺ کی مدد کرتے تھے، ان میں حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمانؓ جیسے صحابہ کرامؓ کے نام قابل ذکر ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ ﷺ نے دعوت و تبلیغ میں آپ ﷺ کا دایاں بازو بن کر آپ ﷺ کا ساتھ دیا۔[32]

آپ ﷺ عبادات کے دوران بھی افراد کا انفرادی طور پر خیال رکھتے اور انھیں کسی قسم کی تکلیف ہو یہ گوارا نہ فرماتے نماز ادا کرنے کے دوران کسی بچے کے رونے کی آواز آتی تو نماز مختصر کر دیتے تاکہ اس بچے کی والدہ کو تکلیف نہ ہو۔

((عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنِّي لَأَقُومُ فِي الصَّلاَةِ أُرِيدُ أَنْ أُطَوِّلَ فِيهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلاَتِي كَرَاهِيَةَ أَنْ أَشُقَّ عَلَى أُمِّهِ)) [۳۳]

ترجمہ: ابو قتادہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا نماز ادا کرنے کے دوران کسی بچے کے رونے کی آواز آتی تو نماز مختصر کر دیتے تاکہ اس بچے کی والدہ کو تکلیف نہ ہو۔

نصاب ساز کو بھی چاہیے کہ وہ بھی نبی کریم ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے لائق اور ذہین طلباء کی قابلیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسا نصابی مواد کا انتخاب کرے جو ہر طرح کی ذہانت رکھنے والے بچوں کی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے انھیں معاشرے کا فعال فرد بنانے میں ان کی مدد کرے۔

انسانی مزاج کا اصول

نصاب تعلیم ایسا ہونا چاہیے جسے ہر طرح کا مزاج رکھنے والے بچے بخوشی قبول کریں، ایک ہی کلاس میں مختلف مزاج رکھنے والے بچے ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ بھی جب افراد کو تعلیم دیتے تو اکثر ایسا ہوتا کہ کوئی طالب علم آپ ﷺ کی بات فوراً مان لیتا، کوئی چپ رہتا اور کوئی آپ ﷺ سے آگے سے جھگڑا کرتا اور آپ ﷺ کو برا بھلا بھی کہتا لیکن آپ ﷺ نے کبھی کسی کو اس کے مزاج کی بنیاد پر نہ توڈانٹا اور نہ ہی کبھی برا بھلا کہا بلکہ ہر فرد کے مزاج کے مطابق اس کو تعلیم و تربیت دی اور جو افراد ذرا سخت مزاج کے مالک تھے، آپ ﷺ نے مناسب حکمتِ عملیوں کے تحت ایسے افراد کی سختی کو مثبت انداز سے اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے استعمال کیا جس کی ایک مثال حضرت عمرؓ بن خطاب کا اسلام قبول کرنا ہے، آپ کے اسلام قبول کرنے کی دعا خود آپ ﷺ نے فرمائی اور آپؓ کے اسلام قبول کرنے سے اسلام کر تقویت ملی تھی اور مسلمان کھل کو مساجد میں نماز ادا کرنا شروع ہو گئے [34]، اس کے علاوہ حضرت ابوزر غفاریؓ کا اسلام قبول کرنا جنہوں نے خانہ کعبہ میں بلند آواز میں کلمہ پڑھا [35]

نبی کریم ﷺ کی مناسب حکمتِ عملیوں کی بدولت افراد باغیانہ رویہ بھی چھوڑ گئے، جیسا کہ اس حدیث سے ظاہر ہے:

((عن أَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًاقِبَلَ نَجْدٍ، فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ، فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي المَسْجِدِ، فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «مَاعِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ؟» فَقَالَ: عِنْدِي خَيْرٌ يَامُحَمَّدُ، إِنْ تَقْتُلْنِي تَقْتُلْ ذَادَمٍ، وَإِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، وَإِنْ كُنْتَ تُرِيدُ المَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَاشِئْتَ، فَتُرِكَ حَتَّى كَانَ الغَدُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: «مَاعِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ؟» قَالَ: مَاقُلْتُ لَكَ: إِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلَى شَاكِرٍ، فَتَرَكَهُ حَتَّى كَانَ بَعْدَ الغَدِ، فَقَالَ: «مَاعِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ؟» فَقَالَ: عِنْدِي مَاقُلْتُ لَكَ، فَقَالَ: «أَطْلِقُواثُمَامَةَ» فَانْطَلَقَ إِلَى نَخْلٍ قَرِيبٍ مِنَ المَسْجِدِ، فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ المَسْجِدَ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لاإِلَهَ إِلَّااللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًارَسُولُ اللَّهِ، يَامُحَمَّدُ، وَاللَّهِ مَاكَانَ عَلَى الأَرْضِ وَجْهٌ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ وَجْهِكَ، فَقَدْ أَصْبَحَ وَجْهُكَ أَحَبَّ الوُجُوهِ إِلَيَّ، وَاللَّهِ مَاكَانَ مِنْ دِينٍ أَبْغَضَ إِلَيَّ مِنْ دِينِكَ، فَأَصْبَحَ دِينُكَ أَحَبَّ الدِّينِ إِلَيَّ، وَاللَّهِ مَاكَانَ مِنْ بَلَدٍ أَبْغَضُ إِلَيَّ مِنْ بَلَدِكَ، فَأَصْبَحَ بَلَدُكَ أَحَبَّ البِلاَدِ إِلَيَّ، وَإِنَّ خَيْلَكَ أَخَذَتْنِي وَأَنَاأُرِيدُ العُمْرَةَ، فَمَاذَاتَرَى؟ فَبَشَّرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَهُ أَنْ يَعْتَمِرَ، فَلَمَّاقَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهُ قَائِلٌ: صَبَوْتَ، قَالَ: لاَ، وَلَكِنْ أَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلاوَاللَّهِ، لايَأْتِيكُمْ مِنَ اليَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ، حَتَّى يَأْذَنَ فِيهَاالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))[۳۶]

ترجمہ: حضرت ابو ھریرہؓ روایت کرتے ہیں نبی کریم ﷺ نے کچھ سوار نجد کی طرف روانہ کئے اور واپسی پر وہ بنو حنیفہ کے ایک آدمی ثمامہ کو پکڑ لائے اور اسے مسجد نبوی کے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لائے اور فرمایا "ثمامہ تمہارا کیا حال ہے" ثمامہ نے کہا کہ محمد ﷺ میرا حال اچھا ہے اگر آپ ﷺ میرے قتل کا حکم دیں گے تو یہ خونی کے حق میں ہوگا اگر آپ ﷺ انعام فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر رحمت کریں گے اور اگر مال کی ضرورت ہے تو بتلا دیجئے، دوسرے دن آپ ﷺ نے پھر وہی سوال کیا تو ثمامہ نے جواب دیا کہ میں کہہ چکا ہوں کہ اگر آپ ﷺ انعام فرمائیں گے تو ایک شکر گزار پر رحمت کریں گے، تیسرے دن بھی آپ ﷺ نے یہی سوال کیا تو اس نے کہا کہ میں نے اپنا جواب دے دیا ہے، نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ ثمامہ کو چھوڑ دیا جائے۔

اس وقت ثمامہ نے اسلام قبول نہیں کیا اور اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے لیکن آپ ﷺ نے اسے مجبور نہیں کیا اور نہ ہی اس پر سختی کی کہ وہ لازمی اسلام قبول کریں بلکہ اسے چھوڑ دیا، رہا ہو کر ثمامہ کے دل میں خیال آیا کہ اس نے تو اتنے سخت لہجہ کے ساتھ آپ ﷺ سے بات لیکن آپ ﷺ نے اس کے ساتھ کسی بھی قسم کی سختی نہیں کی وہ آپ ﷺ کے اس رویہ سے بہت متاثر ہوا اور اسلام قبول کر لیا آپ ﷺ کے عفو درگزر اور محبت وشفقت کے رویے کی بدولت ہی ثمامہ نے اسلام قبول کیا۔

نصاب تعلیم میں بچوں کے مزاج میں پائی جانے والی جارحیت کو ختم کرنے کے لیے مناسب حکمتِ عملیاں ہونی چاہیے۔

ریاستی وعلاقائی معاشی حالات کے موافق تبدیلی کا اصول

نصابِ تعلیم میں ماحول کے مطابق ایک تحریک ہونی چاہئے، ہر علاقہ کا نصابِ تعلیم ایک جیسا نہیں ہونا چاہئے، شہروں کا نصابِ تعلیم وہاں پر موجود معاشی حالات اور پیشوں کی بدولت ہونا چاہئے، دیہاتوں میں وہاں کے پیشوں کے مطابق یعنی کھیتی باڑی، گلہ بانی یا باغبانی کے پیشوں کے حوالے سے ہونا چاہئے، پہاڑی علاقوں کا نصابِ تعلیم تھوڑا مختلف ہونا چاہئے، معاشی لحاظ سے وہاں جو سرگرمیاں ہوتی ہیں۔ لیکن نصاب میں اتنی خاصیت ضرور ہونی چاہئے کہ مختلف ماحول کے مطابق اس کی تدریس ممکن ہو سکے اکثر معاشی بدحالی بچوں کو تعلیم چھوڑنے پر مجبور کر دیتی ہیں جس سے وہ معاشرتی امتیاز اور عدم اطمینانی کا شکار ہو جاتے کیونکہ یہ بچے جسمانی طور پر محنت اور مزدوری کے قابل نہیں ہوتے اس لیے وہ حیرت ونامرادی کا عبرتناک مرقع بن جاتے ہیں۔[37]

ابن جماعہؒ کا کہنا ہے کہ معاشی حالات بچے کی تعلیمی آموزش پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ گھر بار کی فکر پڑھائی کے دوران طالب علم کے ذہن پر چھائی رہتی ہے جس کی وجہ سے وہ پڑھائی کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا"۔[38]

نبی کریم ﷺ کی مجلس تعلیم وتربیت میں ان صحابہ کرامؓ کی تعداد زیادہ تھی جو معاشی طور پر بدحال طبقہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن آپ ﷺ اپنے مفلس اور مخلص صحابہ کرامؓ کا خصوصی خیال رکھتے تھے اور خاص طور پر اصحاب صفہ جن کے پاس پہننے کے لیے مکمل لباس نہ ہوتا اور کئی کئی روز بھوکے رہنے سے اکثر نماز کے لیے کھڑے ہوتے لیکن بھوک کی کمزوری کی وجہ سے نماز کے دوران ہی گر جاتے[39]،

آپ ﷺ ان افراد کا خصوصی خیال رکھتے تھے اور ان کے کھانے پینے کا بھی خیال رکھتے [40]۔

کلاس میں کچھ بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس اپنی ضروریات سے بھی زیادہ پیسے ہوتے ہیں، نبی کریم ﷺ کے دور میں بھی ایسے صحابہ کرامؓ موجود تھے جو معاشی طور پر خوشحال تھے جیسے حضرت عثمان غنیؓ، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت طلحہؓ[41]، وغیرہ آپ ﷺ کی ترغیب ہی سے انھوں نے اسلام کی راہ میں بے بہا پیسہ خرچ کیا۔

استاد کی مثبت تعلیم و تربیت کی بدولت یہ لوگ اپنی ضروریات سے زائد پیسے ان غریب بچوں کو دے سکتے ہیں جو معاشی طور پر بدحال ہوتے ہیں، یہ رویہ معاشرے میں معاشی توازن پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

دلچسپی اور شگفتہ مزاجی کا اصول

نصاب تعلیم ایسا ہونا چاہیے جو بچوں کے لئے دلچسپ ہو اور بچوں کی تعلیم و تربیت میں معاون ثابت ہو، آپ ﷺ کی نرم خوئی اور شیریں طبع تالیف قلب کا ذریعہ ہیں جو تعلیم و تربیت میں معاون ثابت ہوئیں۔

آپ ﷺ نے اپنے بارے میں بھی یہی ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللهَ لَمْ يَبْعَثْنِي مُعَنِّتًا، وَلَامُتَعَنِّتًا، وَلَكِنْ بَعَثَنِي مُعَلِّمًامُيَسِّرًا))[۴۲]

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ڈانٹنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے آسانی سے سکھانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

آپ ﷺ غمزدہ اور پریشان افراد کے لئے خوشی کا باعث بنتے اور انھیں خوشی پہنچانے کی کوشش میں رہتے [43]، آپ ﷺ افراد کے لئے ہر ممکن آسانی پیدا کرتے اور پیار و محبت سے تعلیم و تربیت کے طریقۂ تدریس اور آدابِ تعلیم و تربیت کا استعمال کرتے [44]، استاد کو چاہیے کہ وہ بچوں کے لئے آسانی پیدا کرے، پریشانی میں ان کی دلجوئی کرے اور کلاس میں خوشگوار ماحول کا اہتمام کرے تاکہ بچے خوش دلی سے تعلیم حاصل کر سکیں۔

وفاداریوں کا اصول (مذہبی، ریاستی اور معاشرتی وفاداری کی تربیت)

نصاب تعلیم ایسا ہونا چاہیے جو بچوں کے دل میں دین اسلام، ریاست یا ملک اور معاشرے سے محبت اور وفاداری پیدا کرے کیونکہ انھی بچوں نے مستقبل میں ملک کی بھاگ ڈور سنبھالنی ہے اور انھیں اس قابل بنانا بہت ضروری ہے کہ وہ ملکی مخالف، ظالم اور تخریب کار طاقتوں کا استحصال کر سکیں کیونکہ اگر وہ ایسا نہیں کریں گے تو توحید، اخلاقیات، نیکی اور شرافت کلاس میں ایسے بچے بھی ہوتے ہیں جن کا تعلق سیاسی رعب و دبدبہ رکھنے والے خاندانوں سے ہوتا ہے، ایسے بچوں کو گھر کی طرف سے اتنی اچھی تربیت نہیں ملتی اور وہ نظم و ضبط خراب کرنے اور اپنی طاقت اور پیسہ غلط طریقہ سے استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں، استاد کو چاہیے کہ ایسے بچوں کی اس طاقت کو مثبت انداز میں استعمال میں لائے۔

نبی کریم ﷺ کے متعلمین میں بھی ایسے افراد موجود تھے جن کا رعب و دبدبہ بہت زیادہ تھا، ان میں حضرت عمر بن خطابؓ تھے جو اس قدر شہ زور تھے کہ کوئی کافر ان کا رخ نہ کرتا تھا [45]، آپؓ کی اسی طاقت اور جرأت کو دیکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے آپؓ کے اسلام قبول کرنے کی دعا فرمائی تھی [46]، جس کا اثر ہی تھا کہ آپؓ نے اسلام قبول کیا تو کسی بھی خوف و خطر سے آزاد ہو کر علی الاعلان اسلام قبول کیا [47]، آپؓ کے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام اور مسلمانوں کو بہت فائدہ پہنچا اور انھیں عزت، حوصلہ اور ہمت ملی اور اسلام کی تاریخ میں ایک نیا دور شروع ہوا، نبی

کریم ﷺ کی تعلیم و تربیت کی بدولت اسلام لانے کے بعد حضرت عمرؓ نے اپنی طاقت اور رعب کا استعمال اسلام کی سربلندی کے لئے وقف کر دیا۔

خود اعتمادی اور حوصلہ افزائی کا اصول

ایسا نصاب تعلیم ہونا چاہیے جو بچوں میں خود اعتمادی اور حوصلہ افزائی پیدا کرے، نبی کریم ﷺ نے اس بات کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے کہ صحابہ کرامؓ میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کرتے، غزوہ خندق کے موقع پر حضرت سلمان فارسیؓ کی خندق کھودنے کی رائے کو نہ صرف اہمیت دی بلکہ اسے منظور بھی کیا، اس سے حضرت سلمان فارسیؓ کا حوصلہ بلند ہوا اور ان میں خود اعتمادی پیدا ہوئی کیونکہ نبی کریم ﷺ جانتے تھے کہ حضرت سلمان فارسیؓ نے اسلام کی خاطر کن کن حالات کا سامنا کیا تھا اور اس موقع پر ان کی دلجوئی کرنا بہت ضروری تھا۔

حضرت ابو موسی اشعریؓ قرآن پاک کی بہت اچھی تلاوت کرتے تھے نبی کریم ﷺ انکی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا:

((إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ قَيْسٍ أَوالْأَشْعَرِيَّ أُعْطِيَ مِزْمَارًامِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ))[۴۸]

ترجمہ: اے عبداللہ بن قیس یا اشعری تمہیں حضرت داودؑ جیسی سر عطا کی گئی ہے۔

اس لیے استاد کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کلاس میں ایسی سرگرمیوں کا اہتمام کرے جس سے بچوں میں اچھائی، اعلیٰ اخلاقی اقدار اور خود اعتمادی پیدا ہوں۔

مذہبی شعور کو اجاگر کرنے کا اصول

ایسا نصاب تعلیم ہونا چاہیے جو بچوں میں مذہبی شعور اجاگر کرے اور زیادہ مذہبی عادات اور اسلامی تعلیمات سے شعور و آگہی پیدا کرے، اس کے علاوہ نصاب تعلیم میں دینی تعلیم و تربیت کے لئے مختلف قسم کی سرگرمیاں بھی شامل ہونی چاہیے جس کے ذریعہ ایسے بچوں کے مذہبی علم سے فائدہ اٹھایا جائے، آپ ﷺ ایسے افراد کی پہلے مذہبی معلومات کی جانچ کرتے کہ واقعی وہ دین اسلام کی تعلیمات سے صحیح طور پر شعور و آگہی رکھتے ہیں یا نہیں تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ دینِ اسلام کے عقائد و عبادات سے متعلق غلط معلومات کی تشہیر کرنا شروع کر دیں، آپ ﷺ نے معاذؓ بن جبل کے مذہبی شعور کا اس وقت امتحان لیا (جب انھیں یمن کا گورنر بنا کر بھیجا جا رہا تھا)[49]، تاکہ وہ ریاستی امور کے ساتھ ساتھ دینِ اسلام کی خدمت کو بھی احسن طریقہ سے نبھا سکیں، اس جانچ کے بعد ہی آپ ﷺ ان افراد کی ذمہ داری لگاتے کہ وہ دوسرے افراد کو اسلام کی تبلیغ کریں۔

اخلاقی تربیت کا اصول

نصاب تعلیم ایسا ہونا چاہیے جو بچوں کی اخلاقی تربیت کرنے میں استاد کا معاون ثابت ہو، آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ وحشی عرب دنیا کے معلمِ اخلاق بن گئے، صرف ۲۳ سالوں کے اندر عربوں کی کایاپلٹ گئی[50]، ان کے اخلاقی رذائل کو اخلاقی فضائل میں بدل دیا جس کی نظیر پورے عالم انسانیت میں آج تک نہیں ملتی اور اس کے اثرات آج تک اس عالم انسانیت میں دکھائی دے رہے ہیں، آج دنیا میں کہیں

بھی اخلاقی انقلاب کی کرنیں نظر آتی ہیں وہ آپ ﷺ ہی کی تعلیم و تربیت کے مرہون منت ہے، آپ ﷺ نے جس طرح کی اخلاقی تعلیم و تربیت دی ان کو عملا برت کر بھی دکھایا[51]۔

آپ ﷺ نے اپنے اخلاق کے بارے میں خود بھی یہی ارشاد فرمایا:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّمَابُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ))[52]

ترجمہ: ''ابو ھریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں اچھے اخلاق کو اُن کے اتمام تک پہنچانے کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں''

اساتذہ کے غیر اخلاقی رویوں کی بدولت ہمارے بچے سکولوں سے باغی ہوتے جارہے ہیں، اساتذہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے پیار محبت شفقت اور نرمی کے بجائے ناراضگی، سختی اور مار کٹائی کا سہارا لیتے ہیں، جس سے بچے بہت سے نفسیاتی مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں، استاد کا فرض ہے کہ وہ بچوں کی طرف خصوصی توجہ دیں اور ان کے تمام مسائل حل کرنے میں نبی کریم ﷺ کے اندازِ تعلیم و تربیت کی پیروی کرتے ہوئے اعلیٰ اخلاقیات کا مظاہرہ کریں۔

بچوں کی اصلاح کا اصول

نصاب تعلیم ایسا ہونا چاہیے جو بچوں کی اس انداز سے تربیت کرے کہ دوران تدریس بچوں سے بار بار اور چھوٹی بڑی غلطیاں سرزد ہوں تو وہ اس پر شرمندہ ہونا اور اپنے آپ کو اچھا انسان بنانے میں ان کی مدد کرے، آپ ﷺ کے دور میں مسلمان بلکہ جاہل، اجڈ، بدو، دیہاتی اور بد اخلاق اور بد تمیز لوگ بھی آپ ﷺ کے کریمانہ اور مشفقانہ رویہ کے حق دار ہوتے، اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے کس طرح ایک جاہل دیہاتی کی تربیت کی:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلَ أَعْرَابِيٌّ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ، فَصَلَّى، فَلَمَّافَرَغَ، قَالَ: اللَّهُمَّ ارْحَمْنِي وَمُحَمَّدًاوَلاتَرْحَمْ مَعَنَاأَحَدًا، فَالتَفَتَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: لَقَدْ تَحَجَّرْتَ وَاسِعًا، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ بَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَأَسْرَعَ إِلَيْهِ النَّاسُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَهْرِيقُواعَلَيْهِ سَجْلامِنْ مَاءٍ، أَودَلْوًامِنْ مَاءٍ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَابُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوامُعَسِّرِينَ))[۵۳]

ترجمہ: حضرت ابو ھریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی مسجد میں داخل ہوا اور نبی کریم ﷺ بھی وہاں تشریف فرما تھے اعرابی نے نماز پڑھی جب فارغ ہوا تو دعا کرنے لگا ''اللہ میرے اور محمد ﷺ کے علاوہ کسی پر رحم نہ فرما'' یہ سن کر نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا ''تم نے اللہ تعالیٰ کی اتنی وسیع رحمت کو محدود اور تنگ کر دیا تھوڑی دیر بعد اس نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا تو لوگ جلدی سے اس کی جانب لپکے لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر پانی کا ایک مٹکا یا ڈول بہا دو اور فرمایا تم لوگ آسانیاں پیدا کرنے والے بھیجے گئے ہو، تنگیاں پیدا کرنے والے نہیں۔

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی غلطیوں پر انھیں دین اسلام سے خارج نہیں کیا اور نہ ہی کبھی ان پر سختی کی بلکہ پیار سے سمجھا دیتے اور

اچھا سلوک کرتے تاکہ غلطی کرنے والے کو احساس ہو جائے اور اپنی غلطی کو سدھارنے کی کوشش کرے اور آئندہ ایسی غلطی کرنے سے اجتناب کرے۔ [54]

استاد کو بھی چاہیے کہ وہ ایسے معاملے میں بھی نبی کریم ﷺ کے حکیمانہ اور کریمانہ انداز کو اپنائے اور بچوں کی ان چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو بالکل نظر انداز نہ کرے بلکہ ان کی اصلاح کا مقصد پیش نظر رکھے۔

خواتین کے لئے الگ تعلیم و تربیت کا اصول

خواتین کو چونکہ صنف ضعیف اور کانچ کے شیشوں سے تشبیہ دی گئی ہے [55]، کیونکہ وہ جسمانی اور ذہنی طور پر مردوں سے کم طاقتور ہوتی ہیں، اس لئے خواتین کی منفرد ذمہ داریوں کے پیش نظر ان کا الگ سے نصاب تعلیم ہونا چاہیے اور الگ سے تعلیم و تربیت کا بھی انتظام ہونا چاہیے [56]، آپ ﷺ نے خواتین کی اس نفاست اور نزاکت کا بھی خیال رکھا [57]، اور خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے مردوں سے الگ ایک دن مقرر کرتے [58] اور خواتین کو اس بات کی رعایت بھی دی کہ گفتگو میں سے کوئی بات اگر انھیں سمجھ نہ آتی تو وہ آپ ﷺ سے دوبارہ بھی پوچھ لیتی تھیں، جیسا کہ اس روایت میں بیان کیا گیا ہے:

((أَنَّ عَائِشَةَ، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ: كَانَتْ لاتَسْمَعُ شَيْئًالاتَعْرِفُهُ، إِلَّارَاجَعَتْ فِيهِ حَتَّى تَعْرِفَهُ))[۵۹]

ترجمہ: ابن ابی ملیکہؒ کہتی ہیں کہ نبی ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب کسی ایسی بات کو سنتیں جس کو نہ سمجھتیں تو پھر دوبارہ اس میں تفتیش کرتیں، تاکہ اس کو سمجھ لیں۔

استاد کی تربیت کا اصول

نصاب تعلیم میں ہر سبق کے ساتھ کچھ معلومات استاد کے لئے بھی ہونی چاہیے جس میں استاد کو بتایا جائے کہ دورانِ تدریس بچوں کو سبق کی جانب کیسے متوجہ کرانا ہے جس کی وجہ سے ان کی تعلیمی کارکردگی بری طرح متاثر ہوتی ہے، نبی کریم ﷺ جب افراد کی تعلیم و تربیت کا ارادہ فرماتے تو افراد کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے اکثر اس انداز سے ندا لگاتے جیسا کہ اس حدیث مبارک میں بیان ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: يَاغُلَامُ إِنِّي أُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ))[۶۰]

ترجمہ: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں ایک مرتبہ (سواری پر) نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے لڑکے میں تمہیں چند باتیں سکھاتا ہوں۔

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے اس ایک بچہ کی انفرادی طور پر تعلیم و تربیت کی اور اس کو تعلیم دینے سے پہلے انھیں اپنی طرف متوجہ کیا اور پھر ان کو تعلیم دی۔ [61]

بعض دفعہ آپ ﷺ دو مرتبہ یا تین مرتبہ بھی ندا لگاتے یا کسی مخصوص صحابی کا نام لے کر اسے پکارتے، جس طرح اس حدیث میں آپ ﷺ نے معاذ بن جبل کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے انھیں تین مرتبہ ندا فرمائی:

((عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَاأَنَارَدِيفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ إِلَّاآخِرَةُ الرَّحْلِ، فَقَالَ: «يَامُعَاذُ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ

قَالَ: «يَامُعَاذُ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ، ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: «يَامُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ» قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ---)) [٦٢]

ترجمہ: معاذ بن جبلؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی سواری پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ سوا کجاوہ کے آخری حصہ کے میرے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک، یارسول اللہ! پھر تھوڑی دیر نبی کریم ﷺ چلتے رہے پھر فرمایا، اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک یارسول اللہ! پھر تھوڑی دیر مزید نبی کریم ﷺ چلتے رہے۔ پھر فرمایا، اے معاذ! میں نے عرض کیا لبیک وسعدیک یارسول اللہ۔۔۔

حضرت معاذ بن جبلؓ کو تین مرتبہ ندا فرمانے کا مقصد یہ تھا کہ معاذ کو اپنی طرف متوجہ کیا جائے پھر جو اہم بات اسے بتائی جارہی ہے معاذؓ اسے اچھی طرح سنے، سمجھے اور اسے ہمیشہ یاد رکھے [63]، اسی طرح استاد کے لیے بھی لازم ہے کہ وہ اپنے طالب علم کو اس کی تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اسے وقفہ وقفہ سے ندا لگائے [64]۔

حکومت، نصاب ساز اداروں، تعلیمی اداروں، اساتذہ اور والدین کے لئے تجاویز

- حکومت کی ذمہ داری ہے کہ ایک ایسا تعلیمی نظام وضع کرے جو انفرادی اختلافات کے حوالے سے نصاب سازی کی بہتر رہنمائی کرے تاکہ وہ بہتر انداز میں بچوں کی تعلیم و تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کر سکیں۔
- نصاب ساز کمیٹیوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں میں پائے جانے والے انفرادی اختلافات کو مد نظر رکھتے ہوئے نصاب سازی کریں تا کہ مختلف المزاج بچوں کو نصاب تعلیم پڑھنے میں آسانی ہو۔
- تعلیمی اداروں کی یہ ذمہ داری ہے کہ ہر سکول میں سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں اساتذہ کی تربیتی ورکشاپ کا گاہے بگاہے انتظام کیا جائے اور اساتذہ کو بچوں کے درمیان پائے جانے والے انفرادی اختلافات کی اصطلاح سے متعلق مکمل علم فراہم کیا جائے۔
- اساتذہ کو چاہیے کہ وہ بذاتِ خود خدا شناس، خدا خوف اور سنت رسول ﷺ پر عمل کرنے والے ہوں، اپنے پیشے کے تقدس اور اس کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے انداز تعلیم و تربیت کو اپناتے ہوئے بچوں کی تعلیم و تربیت کریں اور اپنے تدریسی عمل میں صبر و تحمل اخلاقیات،، برداشت اور بردباری کا مظاہرہ کریں۔
- والدین کو چاہیے کہ اپنے گھر کا ماحول اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھالیں، بچوں کے سامنے ہمیشہ اچھا عملی نمونہ پیش کریں، سکولوں میں بھی اپنے بچوں کی تعلیم و تدریس کا دھیان رکھیں، اپنے بچوں کے اساتذہ سے ملاقات کرتے رہیں اور ان سے اپنے بچوں کے انفرادی مسائل شئیر کرنے اور ان کو حل کرنے میں شرم محسوس نہ کریں۔

حاصلِ کلام

نصاب سازی میں بچوں میں پائے جانے انفرادی اختلافات کو مد نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے کیونکہ دورانِ تدریس اساتذہ کو بچوں کے درمیان پائے جانے والے انفرادی اختلافات کے مسائل سے دوچار ہونا پڑتا ہے ایک ساتھ تعلیم و تربیت حاصل کرنے والے بچے مختلف وجوہات

کی بناپر ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں لیکن ان سے متعلقہ مسائل کا حل نبی کریم ﷺ میں موجود ہے، آپ ﷺ نے افراد کی تعلیم و تربیت کے دوران انفرادی اختلافات کو مد نظر رکھا، آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے نصاب ساز کمیٹیوں اور اساتذہ کو چاہیے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ سے رہنمائی حاصل کرتے ہوئے بہترین نصاب تعلیم اور اپنی تدریس کو معیاری اور موثر بنائیں، بچوں کی غلطیوں کی بناپر ان پر تشدد کرنے کے بجائے عزم و حوصلہ، بلند ہمتی، اعلیٰ اخلاقیات اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان کی اصلاح کریں۔

حوالہ جات:

---

[1] Galton.F, Inquiries into Human Faculty, Variety of Human Nature,(London: J.M.Dent & Co. Dutton, Ed.2nd 1907), 145–172.

[2] ابن خلدون، عبد الرحمن بن محمد، مقدمه ابن خلدون (بيروت: دار الفكر، ١٤٠٨ه/ ١٩٨٨ء): ٣٣٥

[3] Toomas Lott, Plato on the Rationality of Belief, Theaetetus 184-7.)University of Tartu: Trames, 2011(15(65/60), 4, 339–364.

[4] (USA: Folk Allyr & Boston), 66. Anita E Gul (1980).Educational Psychological,

[5] وحید قریشی، تعلیم کے بنیادی مباحث، (اسلام آباد: انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز اسلام آباد، ۱۹۹۸ء): ۱۰۵

[6] The Human Ego– his Freedom and ،Iqbal.M,The Reconstruction of Religious Thought in Islam Immortality.Brief Report Hope uniquely predicts objective academic achievement above intelligence, personality, and previous academic achievement,webpage, p4

[7] دهلوي، شاه ولي الله، حجه الله البالغه، (لبنان، دار الجيل، بيروت، الطبعة الأولى،: ١٤٢٦ه، ٢٠٠٥ ء) ١: ٢٣

[8] ابن جماعه، بدرالدين محمد بن ابراهيم بن سعد الله، تذكره السامع والمتكلم، (لبنان: دارالبشائرالاسلامه, طبعه الثالثه، ٢٠١٤ء): ١٧١

[9] الغزالى، أبوحامد محمد بن محمد، إحياء علوم الدين، (لبنان: دارالكتب العلميه، س ن)١: ٥٧

[10] ترمذى، ابوعيسىٰ محمد بن عيسىٰ، سنن الترمذى: كتاب الايمان، باب مَاجَاءَ فِي افْتِرَاقِ هَذِهِ الأُمَّةِ، ، (لبنان: دارالغرب الاسلامى، ١٩٩٨ء) ٣٢٣: ٤، حديث: ٢٦٤١

[11] سورة بنى اسرائيل، ١٧: ٨٤

[12] سورة الكهف ١٨: ٨٢

[13] ابن كثير، ابوالفداء اسماعيل بن عمر، تفسيرالقرآن العظيم، (لبنان: دارالمعرفه، ١٤٠٠ه \ ١٩٨٠ء): ١٨٧5

[١٤] بخارى، ابوعبد الله محمد بن اسماعيل، الجامع الصحيح، كتاب الجنائز، بَابُ مَاقِيلَ فِي أَوْلاَدِ المُشْرِكِينَ(دمشق: دارالطوق، ١٤٠١ه)، ١٠٠: ٢، حديث: ١٣٨٥

[١٥] بدرالدين عينى، عمدة القارى، ١٣: ١٣٥

[١٦] شاه ولى الله، حجه الله البالغه، ١: ٥٤

[17] Wilen, W. Questioning skills for teachers. What research says to the teacher National

Education Association (,Washington, DC,3rd Edition,1991).8.

"Galton's Legacy to Research on Intelligence"p 145–172[18]

[19] ابن كثير، ابوالفداء اسماعيل، قصص الانبياء، (لبنان: دارالخير، بيروت، ١٤١٢ھ\ ١٩٩٢ء): ٨٩٠ ؛فضل الهى، نبی کریم ﷺ بحيثيت معلم، (لاہور: قدوسیہ اسلامک پریس، ۲۰۰۵ء): ۷۸

[20] سورة البقرة، ۲: ۱۲۹

[21] سوره البقرة، ۲: ۲۱

[22] ابن كثير، ابوالفداء اسماعيل، قصص الانبياء، (لبنان: دارالخير، بيروت، ١٤١٢ھ\ ١٩٩٢ء): ٨٩٠ ؛فضل الهى، نبی کریم ﷺ بحيثيت معلم، (لاہور: قدوسیہ اسلامک پریس، ۲۰۰۵ء): ۷۸

[23] صحيح البخارى، كتاب تفسيرالقرآن، بَابُ قَوْلِهِ: {يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا---المُنَافِقِينَ لايَعْلَمُونَ} [المنافقون: ٨]، ١٥٤: ٦، حديث: ٤٩٠٧

[24] شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، (لاہور: آر زیڈ پیکیجز، ۱۴۰۸ھ) ۱: ۱۳۴

[25] منصور پوری، محمد سلیمان، رحمۃ للعلمین، (فیصل آباد: مرکز الحرمین الاسلامی پبلشرز، ۲۰۰۷ء): ۱: ۸۱

[26] صحيح البخارى، كتاب الجهاد، باب كيف يعرض الاسلام على الصبى، ٧٠: ٤، حديث: ٣٠٥٥

[27] ابن حجر، عسقلانى، احمد بن على بن محمد، فتح الباري في شرح صحيح البخاري، (السعودية: دارالنشر: دارابن الجوزي، الطبعة: الثانية، ١٤٢٢ھ) ٣: ٢١٩

[28] سراج الدین ندوی، رسول خدا کا طریقہ تربیت، (لاہور: مطیع شریف پرنٹرز۔ اسلامک پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ، ۲۰۰۵ء): ۲۴

[29] اطہر مبارکپوریؒ، خیر القرون کی درسگاہیں اوران کا نظام تعلیم و تربیت، (لاہور: ادارہ اسلامیات پبلشرز، طبع اول، اکتوبر ۲۰۰۰ء): ۶۴

[30] سنن ابوداود، كتاب الادب، بَابٌ فِي تَنْزِيلِ النَّاسِ مَنَازِلَهُمْ، ٢١٠: ٧، حديث ٤٨٤٢

[31] ابوداود، سليمان بن اشعث سبحستانى، السنن، (دمشق: دارالرسالة العالمية، س ن)، كتاب العلم، بَابُ تَكْرِيرِالْحَدِيثِ، ٤٩٦: ٥، حديث: ٣٦٥٣

[32] شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، 1: ۱۲۸

[33] صحيح البخارى، كتاب الاذان, بَابُ مَنْ أَخَفَّ الصَّلاَةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِيِّ، ١٤٣: ١، حديث: ٧٠٧

[34] ابن هشام، السيرة النبوية، (المصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر، الطبعة: الثانية، ١٣٧٥ھ\ ١٩٥٥ ء)1: ٣٤٨

[35] صحيح المسلم، كتاب فَضَائِلِ الصَّحَابَةِ، بَابُ مِنْ فَضَائِلِ أَبِي ذَر، ١٩٢٣: ٤، حديث: ٢٤٧٤

[36] صحيح البخارى، كتاب المغازى، بَابُ وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ، وَحَدِيثِ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ، ١٧٠: ٥، حديث: ٤٣٧٢

[37] یوسف القرضاوی، اسلام میں غریبی کا علاج، مترجم نصیر احمد ملی، (لاہور؛ مکتبہ اسلامیہ، مئی ۲۰۱۱ء): ۹۲

[38] ابن جماعه، تذکره السامع والمتكلم، ص۱۷۱

[39] شبلی نعمانی، سیرت النبی ﷺ، ۱: ۱۷۴

[40] ایضاً، ۱: ۱۷۴

[41] ابن حجر، فتح البارى, ٧: ٦٦

[42] مسلم، ابن الحجاج، الصحيح، (لبنان: داراحياء التراث العربى، س ن)، كتاب الطلاق، باب بيان ان تخييرامراته لايكون، ١١٠٤: ٢ ,حديث: ١٤٧٨

[43] النووي، أبوزكريامحيي الدين، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج (بيروت: دار إحياء التراث العربي، الطبعة الثانية، ١٣٩٢) ١٠: ٨١

44 فضل الٰہی، نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم، ۴۹

45 سیرت ابن هشام، ۱: ۳٤۹

٤٦ ایضاً، ۱: ۳٤۳

٤٧ ایضاً، ج۱: ۳۵۰

٤٨ صحيح المسلم، كتاب فضائل القرآن، بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ، ٥٤٦: ۱، حديث: ۷۹۳

٤٩ ابن ماجه، أبوعبد الله محمد بن يزيد، السنن، (ببيروت: بدار الجيل، ۱٤۱۸ھ)كِتَابُ الزُّهْدِ، بَابُ مَايُرْجَى مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، ۱٤۳۵: ۲، حديث: ٤۲۹٦

50 اکبر شاہ خان نجیب آبادی، تاریخ اسلام، (: دارالاندلس پبلشرز، ۱۴۲۶ھ): ۱۱۸

51 نجیب آبادی، تاریخ اسلام، ۱۱۷

52 احمد بن حنبل، ابوعبد الله بن محمد، المسند، (لبنان: المكتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ\ ۱۹۷۸ء)حديث: ۸۹۵۲

53 سنن الترمذی، كتاب الطهارة، بَابُ مَاجَاءَ فِي البَوْلِ يُصِيبُ الأَرْضَ، ۲۷۵: ۱، حديث: ۱٤۷

54 یوسف القرضاوی، رسول اکرم ﷺ اور تعلیم، مترجم: ارشاد الرحمن، (لاہور؛ گنج شکر پرنٹرز، ۲۰۰۹ء): ۲۰۱

55صحيح البخاری، كتاب الجهاد والسير، بَابُ مَايَقُولُ إِذَارَجَعَ مِنَ الغَزْوِ؟ ٤: ۷٦، حديث: ۳۰۸۵

56 وحید قریشی، تعلیم کے بنیادی مباحث، ۱۰۵

57 منصور پوری، رحمۃ للعلمین، ۲۵۷

٥٨بدرالدين عينی، ابومحمد محمود بن احمد، عمدة القاري شرح على صحيح البخاري، (لبنان: دارالفكر، ۱۳۹۹ھ \ ۱۹۷۹ء): ۱۳۳

٥٩ صحيح البخاری: كتاب العلم، بَابُ مَنْ سَمِعَ شَيْئًافَلَمْ يَفْهَمْهُ فَرَاجَعَ فِيهِ حَتَّى يَعْرِفَهُ، ۱: حديث: ۱۰۳

٦٠سنن الترمذی، كتاب صفه القيامة والرقاق الورع، باب حديث حنظله، ۲٤۸: ٤، حديث: ۲۵۱٦

61فضل الٰہی، نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم، ص۸۷

٦٢صحيح البخاری، كتاب الرقاق، بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِي طَاعَةِ اللَّهِ، ۱۰۵: ۸حديث، ٦۵۰۰

٦٣ ابن حجر، فتح الباری, ۱۱: ۳۳۹

٦٤ ايضا,۱۱: ۳٤۰